بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

قیمت از معاونین صمہ

چہ گویم باتو گرائی چہ در قادیان بینی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۸۰

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

دس روپے یا کم ماہوار آمد والوں سے ... گورنمنٹ میں روپے

قادیان میں ہے

جلد ۷

مورخہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۷ کاتک ۱۹۶۵

نمبر ۴۰

سارے جہاں سے اچھا دار الامان ہمارا

ایڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

فی پرچہ ۴/

ممالک غیر صمہ

صدقۃ الفطر

میرا ارادہ تھا کہ جیسے میں نے رمضان کے متعلق تمام مسائل ۲۴ ستمبر کے اخبار میں مفصل لکھے تھے ایسے ہی صدقۃ الفطر و عید الفطر کے متعلق بھی ایک بسیط مضمون لکھدیتا۔ مگر افسوس کہ گنجائش نہیں۔ ناچار بعض ضروری باتیں بطور اختصار لکھتا ہوں قرآن مجید بقرہ ع ۲۳ میں ہے۔ لعلکم تشکرون۔ تاکہ تم شکر ادا کرو۔ بدنی صدقہ روزے سے ادا ہوچکا۔ اب مالی صدقہ دے کر بھی اظہار شکر کرو۔ حدیث میں اس کی حکمت بھی لکھی ہے۔ طہرۃ للصائم من اللغو وطعمۃ للمساکین۔ ایک تو یہ کہ روزہ دار سے اگر کوئی لغو حرکت ہوگئی ہے۔ تو اس کے لئے کفارہ ہو۔ دوم۔ عید کے دن مساکین بھی اپنے متمول بھائیوں کے ساتھ عید کرسکیں۔

یہ صدقہ نماز عید سے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ جبھی فطرہ سمجھا جائے گا۔ ورنہ ایک معمولی صدقہ۔ غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت۔ چھوٹا بڑا۔ گھر کا کوئی آدمی مستثنےٰ نہیں۔ غنی کو تو دینا واجب ہے اور فقیر بھی دے۔ واما فقیرکم نیرد علیہ اکثر مما اعطاہ۔ کھجور یا جو سے ایک صاع اور گندم سے نصف صاع میرا خیال ہے کہ امراء کو ان جنسوں میں سے جو جنس گراں ہو اس سے صدقہ دینا چاہیئے۔ مثلاً منقہ ایک صاع۔ اگر یہی فطرہ قادیان مسکین فنڈ میں بھیجدیا جائے تو بہتر ہے۔*

صاع کے متعلق بہت اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صاع عراقی ہے جو آٹھ رطل کا ہوگا اور بحساب ۸ چھٹانک فی رطل تقریباً چار سیر ہوگا مگر محقق حنفیہ کے حساب سے نصف صاع گندم ایک سیر ۳ چھٹانک بنتی ہے۔ دوسرے اکثر علماء صاع حجازی مراد لیتے ہیں یہ پانچ اور ایک تہائی رطل ہوتا ہے یہ موٹے اور مشہور حساب سے سوا سیر ڈیڑھ چھٹانک نصف صاع بنتا ہے مگر محقق حسابوں سے ایک سیر کے قریب اصل بات جو میرے نزدیک ہمارے سلسلہ کے مطابق مفتی بہ ہے وہ یہ ہے کہ صاع ہوتا ہے چار مد کا اور مد برابر ہے دو لپ یا ایک بک کے۔ گویا صاع اور گجرات کا ٹوپہ برابر ہے۔ جس میں ایک سیر ۵ چھٹانک گندم آتی ہے نصف صاع گندم ایک سیر ہوگی۔ اس بات کو لمبا میں نے صرف اس لئے کیا ہے تا آپ کو معلوم ہو کہ علم فقہ کی تحصیل بہت ضروری ہے اور بعض روایتوں کے اختلاف سے کس قدر مشکلات پڑتی ہیں۔

عید الفطر

یہ نماز سنت مؤکدہ ہے۔ اس روز اپنی آرائش کرے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سرخ جبہ پہنتے تھے (۲) غسل (۳) مسواک (۴) عمدہ کپڑے (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں جلد پہونچے (۸) صدقہ فطر قبل صلوٰۃ ادا کرے (۹) نماز باہر پڑھنا (۱۰) کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا چھوہارے (۱۱) جس رستے جانا اس سے دوسرے رستے آنا (۱۲) تکبیر کہتے آنا جانا۔

(۱) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسے میدان میں پڑھاتے (۲) سترہ کھڑا کر لیتے (۳) نماز کے بعد (۴) خطبہ ٹیک لگا کر پڑھتے (۵) عورتوں کو علیحدہ وعظ فرماتے عورتوں کا عید گاہ میں جانا مسنون ہے (۶) دو رکعت نماز کے پہلے پیچھے کوئی نفل نہ پڑھے۔ بعض حنفی پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں (۷) پہلی رکعت میں سوائے تکبیر تحریمہ سات بار اللہ اکبر کہے اور دوسری میں سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کے سوا پانچ بار اللہ اکبر کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔ حنفیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں قبل از قرأت پانچ تکبیریں ہیں۔ اور دوسری میں قرأت کے بعد قبل از رکوع چار۔ یہ جس روایت کی بناء پر ہے وہ موقوف ہے۔ ہمارا عمل پہلی حدیث پر ہے۔ میں اس کے متعلق بھی فریقین کے دلائل آپ کو سناتا۔ مگر گنجائش نہیں۔ (اکمل)

دستور العمل والیان ریاست سے عام قیمت پیشگی للعہ۔ مابعد کا کوئی حساب نہیں فی پرچہ ۴/ اخبار وقت پر نہ پہونچے تو ایک ہفتہ کے اندر طلب کرنا چاہیئے ورنہ بعد میں نہیں مل سکیگا۔ رسید اخبار میں دیجاویگی

تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور ... ہونی چاہیئے۔

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر پرنٹر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق منیجر مطبع و اخبار چھاپکر شائع کیا گیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"کچھ نقشبندیوں کے متعلق"

(از اکمل آف گولیکی)

باطل کے سر پر ایک ایسا حربہ چل چکا ہے کہ اب کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ تھی مگر حرکت مذبوحی سے خون کے چھینٹے حق کے دامن پر پڑنے کا خوف ہے اس لئے ایک اور چرکہ لگا دیا جاتا ہے تاکہ پھر ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو جاوے۔

اصل میں نقشبندیوں نے خواہ مخواہ اس بحث کو طول دے رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اصل سوال کے جواب کی طرف نہیں آتے۔ ادھر اُدھر کی باتیں کرتے ہیں اس طرح تو قیامت تک یہ سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔

سوال صرف یہ ہے کہ نقشبندی جس طرح بشرط تصویر شیخ۔ حرکت نبضیہ حبس تنفس وغیر ذالک۔ ذکر کرتے ہیں۔ اور وصول الی اللہ کا جو طریق اونہوں نے مقرر کر رکھا ہے آیا اس کی سند کتاب و سُنت سے بھی مل سکتی ہے یا نہیں سنت کی تعریف کیا ہے۔ الطریقۃ الحسنۃ التی سلکھا النبی صلعم او الصحابۃ (نور الانوار قمر الاقمار) یا ما واظب علیہ النبی صلعم مع ترکہ مرۃ او مرتین (خلاصۃ الفقہ) پس آیا اس سے تمہارا طرز عمل ثابت ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔

آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ نقشبندیوں میں اگر کچھ نہ تھا تو کفار ان کے مُرید کیوں بنے؟ ہر ایک کا فرمسمر ائزر نہیں کہ وہ اس کی حقیقت کو پہونچے۔ پھر جو ایک بے جان پتھر کو بھی خدا سمجھتے ہیں اور جو انسان کے ہر ایک عضو کی پوجا کر لیتے ہیں اون کے لئے ایک بزرگ انسان کی مریدی بعید نہیں سوم جن کا تم ذکر کرتے ہو ہمارا ان پر اعتراض نہیں۔

(۲) ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون میں یعلمکم کا تکرار تاکید کے لئے ہے اور یہ اطناب احسان جتلانے کے لئے ہے اور کیا واو تفسیری نہیں ہوئی۔ جو آپ خواہ مخواہ اسے مغایرت کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ پھر کیا کتاب وحکمۃ مالم تکونوا تعلمون کے نیچے نہیں آ سکتی جو ہم کسی اور بات کو تلاش کریں۔ پھر مراد اس سے علم وحی ولدنی تسلیم کی جا سکتی ہے مگر اس سے آپ کا طرز ذکر و مراقبہ وحبس تنفس وغیرہ کس طرح ثابت ہو جائیگا۔ وہ تو پھر بھی اسی طرح ثبوت کا محتاج رہیگا۔ آپ اصول حدیث کے مطابق روایت کے سلسلہ کے اظہار سے یہ ثابت کریں۔ کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم صحابہ کو دی۔ میں حیران ہوں۔ کہ پھر یہ طریق ائمہ حدیث سے کیوں مخفی رہا اور کیوں اونہوں نے بیان نہ کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح ذکر کی ہدائت فرمایا کرتے تھے اور یوں مجلس میں بٹھا کر ہونکیں مارتے تھے اور حبس نفس وحرکت نبضی اور اختلاج قلب کا مرض پیدا کرنے کی ہدائت دیتے تھے۔ آخر یہ طریق کوئی ایسا تو نہیں جو ملفوظات میں نہ آ سکے وہ کیفیت تو ہم نے مانا کہ الفاظ میں نہ آ سکے۔ مگر ذکر کا یہ طریق بھی کیا ایسا امر ہے جو علم حصولی وحضوری دونوں سے برتر ہے؟ اگر یہی بات تھی۔ تو تمہاری کئی کتابیں میں دکھا سکتا ہوں جن میں یہ مذکور ہے ایک کتاب اردو کی تو مجھے خوب یاد ہے جو کسی مرادآباد کے نقشبندی نے لکھی تھی اس میں عجیب عجیب فسانے ہیں چنانچہ ایک پیر صاحب کی کرامت لکھی ہے۔ کہ آپ تہجد پڑھ رہے تھے ایک برات گذری جس میں باجہ تھا۔ آپ کو غصہ آگیا اور انہیں ایک پیالہ کے نیچے قید کر دیا۔ آپ اپنے پیر کے پاس چلے گئے۔ چھ ماہ تک وہ سب برات کے آدمی اسی میں قید رہے بھلا ان مزخرفات پر ایمان لانیوالی قوم سے یہ بعید ہے کہ وہ خیالی باتوں پر خوش نہ ہوتے رہیں ان کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو آنکھیں بند کر کے گھر بیٹھا بیٹھا یہ سمجھے کہ میں لنڈن پہونچ گیا ہوں اور وہ اس عالم خیال میں اس کے تمام بازار اور مکانات میں گھوم آئے۔ مگر جب آنکھیں کھولے پھر وہیں کا وہیں ہو۔ اسی طرح بعض لوگ آنکھیں بند کر کے کمالات نبوت و رسالت سے حب صرفہ تک کی منزلوں کو طے کر جاتے ہیں مگر جب آنکھیں کھولتے ہیں۔ تو پھر کولھو کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں۔ پھر میرے آقا پر اعتراض کرتے ہیں کہ اوس نے نبوت کا دعوےٰ کیوں کیا۔ اے حضرات تم بھی ان منزلوں سے گذرتے ہو مگر خیالی طور سے۔ جیسے کوئی اپنے تصورات کے میدان میں کئی شہر دیکھتا ہے اور حقیقت میں وہ وہاں نہیں ہوتا لیکن وہ جو میرا مسیح تھا۔ وہ ان نبوت کے شہروں کا مالک کیا گیا۔ اس لئے اوس نے جو کچھ پایا وہ خیالی طور سے نہیں بلکہ حقیقی طور سے پایا اور یہی وہ علم لدنی اور علم وحی ہے۔ جس کی وراثت مسیح موعود تک پہونچی۔

باقی رہیں یہ احادیث اذا ذکرنی فی نفسہ اور الذاکرون اللہ کثیرا۔ میں نہیں سمجھتا ان کے پیش کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ اللہ کا ذکر ایک مجمل بات ہے ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ اس اجمال کی تفصیل میں آپ کا طریق ذکر کیوں کر آ سکتا ہے۔ مسلم تو وہ امر ہو سکتا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل میں آیا۔ دیکھو اسی کی تفصیل میں مسلم میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ۔ یعنے سب سے فضیلت والا ذکر توحید کا ہے۔ یعنے اللہ کی توحید مختلف پیرا ؤں میں بیان کرتا ہے نہ صرف زبان سے بلکہ اس کے ہر ایک عضو اس کی ہر ایک حرکت و سکون سے ثابت ہو کہ خدا تعالیٰ واحد ہے۔ فی نفسہ سے تو مراد یہ ہے کہ انسان دل ہی دل میں خدا تعالیٰ کے انعامات اور فضل اور احسان اور اوس کی قدرتوں کو یاد کرے اس سے مراد دل دھڑکانا نہیں۔ کیا آپ حدیث پر حدیث اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ آپ کا مخاطب رعب میں آ جائے۔ میرے نزدیک اس کثرت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جبکہ اصل مقصد پر کچھ روشنی نہیں پڑتی۔ اگر حنظلہ نے کہا کہ ہم جنت و دوزخ کے ذکر سے ایسے متاثر ہوتے ہیں کہ گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اور باہر آ کر یہ حالت نہیں رہتی تو اس سے ذکر بہ حبس نفس وحرکت نبضیہ وتصور شیخ کس طرح ثابت ہو گیا۔ یہ ایک واقعہ ہے جس کے تجربہ کار ہم سے بڑھ کر آپ نہیں ہو سکتے۔ ہمارے درمیان بھی خدا کا ایک برگزیدہ رسول رہا ہے۔ اس کا وجود آئینہ حق نما تھا ہم اس کے حضور خدا کو ان آنکھوں سے دیکھ لیتے مگر جب وہ دور ہیں ہماری آنکھوں سے ہٹ جاتی۔ تو پھر وہ کمزوری نظر آڑے آ جاتی۔ اچھا میں یہ پوچھتا ہوں۔ کہ جب صحابہ ایسے پاک باطن اس اثر کو محفوظ نہیں رکھ سکے۔ تو تم تیرہ سو برس کے بعد اس کے محفوظ رکھنے والے بلکہ اسے تقسیم کرنے والے کون ہوتے ہو۔

چوتھی حدیث میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ اما الآخر فلو بثثتہ لقطع ھذا البلعوم۔ اب علماء نے اس کے جو معنے کئے ہیں اس کا تو قرینہ موجود ہے

[illegible]

اعوذ باللہ من راس الستین وامارۃ الصبیان
خود اوسی راوی کا کلام۔ اب تم لوگ جو سینے بسینے لیتے ہو۔
اس کا قرینہ کیا ہے۔ اور کیا قطع بلعوم اما لحق کہنے
پر ہی منحصر ہے اور کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابوہریرہ ہی کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ کہ اسے
اس راز سے آگاہ کر دیا۔ پھر نہین معلوم وہ آپ لوگون
تک کیون کر پہونچگیا۔ اور ابوہریرہ مین دوسرے صحابہ
سے کیا خصوصیت تھی کہ اسے قابل راز داری سمجھا۔
پھر اگر کوئی علم لدنی تہا۔ تو یہ بھی ضرور تھا کہ نقشبندیون کا
سلسلہ نسبت ابوہریرہ تک پہونچتا۔ نہ کہ بقول ان کے
حضرت ابوبکر وعلی رضے اللہ عنہما تک۔ جس کی کوئی
سند ان کے پاس اصول حدیث کے مطابق نہیں کسی
قلمی کتاب مین یہ لکھا ہوا کافی نہین کہ فلان نے فلان سے
سیکھا۔ اور فلان نے فلان سے۔ سید عبد القادر
جیلانی فتوح الغیب مین تو کچھ اور لکھتے ہین اور سینہ
بسینہ یہ بتا گئے۔ کہ میرے بعد یا شیخ عبد القادر جیلانی
شیئاً للہ پڑہا کرنا۔ خیال کرو۔ یہ ان بزرگون کی نیت پر
کیسا حملہ ہے۔ حدیث مین ہے۔ نضر اللہ امرءً
سمع منی مقالتی فبلغہا کما سمعہا۔ مگر آپ ابوہریرہ رض
کو اس حکم کی تعمیل سے نکالتے ہین۔ یہ صحابہ کی عظمت ہے
آپکے دلون مین۔

مضغۂ قلب مین ذکر جاری کرنے کا ثبوت آپنے
اذا صلحت صلح الجسد کلہ سے دیا۔ مگر یہ کہان فرمایا
کہ صلاح قلب اس مین لا الہ الا اللہ کی ضربین لگا کر اختلاج
پیدا کرنے سے ہوتی ہے۔ صلاح کا ثبوت بھی چاہیئے
یعنے اس پر وہ انعامات بھی مرتب ہون جو اگلے صالح القلوب
پر ہوئے۔ جنہین سے ایک وحی والہام ہے اور اس سے
نقشبندی محروم۔ صقالۃ القلوب ذکر اللہ ہے تو یہ بھی
فرمادیا۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر۔ یعنے ذکر سے مراد
قرآن مجید ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
حدیث مین اس کی تشریح موجود ہے۔ ما جلس قوم
یتلون کتاب اللہ الا نزلت علیہم السکینۃ۔ اب آپ
سمجھئے اطمینان قلب کونسے ذکر سے ہوتا ہے۔ پھر خود متفق
علیہ حدیث مین موجود ہے۔ فما جلاءها قال
تلاوۃ کتاب اللہ۔ یعنے قلب کی جلا کتاب اللہ کی
تلاوت سے ہوتی ہے۔ کثرت ذکر ہ بھی ساتھ ہے
مگر اس کی تفصیل نہین۔ جو آپکے لئے موجب استدلال
ہو سکے۔ ہم جسے ذکر اللہ سمجھتے ہین اوس کا ثبوت احادیث
صحیحہ سے دیتے ہین مگر تم اپنے طریق کا ثبوت کوئی نہیں
دے سکتے۔ صرف یہ کہتے ہو۔ کہ سینہ بسینہ چلا آتا ہے
واذکر اسمہ بالقلب تو ایک معمولی فقرہ ہے کہ ذکر باللسان
تو ایک منافق بھی کرتا اور کر سکتا ہے۔ فرماتے۔
دل وجان سے کرو۔ اس مین اختلاج پیدا کرنے اور
سرخ وسبز لطائف کی سیر کہان سے اور دوزانو وغیرہ ہو
کر آنکھین بند کرنے کا ثبوت آپ وتبتل الیہ تبتیلا
سے دیتے ہین یہ عجیب شخص ہے جو کسی آیت کی تفسیر
لکھتے وقت نہ اپنے مسلمہ اصول کے مطابق کسی صحابی
سے یہ بات مروی کرتا ہے نہ سلف صالحین مین سے
کسی کا حوالہ دیتا ہے بلکہ اپنی رائے چلائے جاتا ہے
حضرت اس کی تفسیر تو آگے موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا
رب المشرق والمغرب لا الہ الا ہو فاتخذہ وکیلا۔ یعنے
ہر بات ہر کام مین ہر مشکل مین اپنے رب کو کارساز
یقین کرنا یہ تو نہین کہ ادہر سے اللہ اللہ ہو۔ اسے
اور ساتھ ہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑہے
جاتے ہین اور ادہر پیر صاحب کی قبر پر مراقبے
ہو رہے ہین اور ان سے مرادین طلب ہو رہی
ہین۔ بہت ہی افسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس شخص کے
حال پر جو ایسی کلام سے استدلال کرے۔ جس مین
اس کا رد موجود ہو۔ آپ ما ریاض الجنۃ۔ قال
حلق الذکر سے اپنے مزعومہ صورت کا حلقہ ثابت
کر رہے ہین اور نہین سوچتے۔ کہ اس سے تو وعظ کی
مجالس مراد ہین مگر وعظ وہ نہین جو عرس کے موقعہ پر
ختم پڑہے جاتے ہین۔ بلکہ وہ وعظ جن مین قرآن کریم
کا بیان ہوتا ہے۔ دوسری حدیث مسلم کی وہ تو خود ایسی
ظاہر ہے کہ عقل مند انسان کو پیش کرتے بھی شرم
آنی چاہیئے تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک حلقہ پر
تشریف لائے۔ فرمایا۔ ما اجلسکم ھھنا۔ یہان کیسے
بیٹھے ہو۔ عرض کیا۔ نذکر اللہ ونحمدہ علی ما ھدانا
للاسلام ومن بہ علینا۔ کہ ہم اللہ کا ذکر کرتے ہین
یعنے اس کی حمد کر رہے ہین۔ اس پر کہ ہمین اسلام کی
ہدایت دی۔ اور ہم پر احسان کیا۔ صحابہ کا بیان صاف
ہے کہ ہم اللہ کے احسانات کو یاد کر کے اس کا شکر
کر رہے ہین۔ کہ ہم ایسی گمراہی کے گڑہے مین پڑے
تھے۔ اب ہدایت کی مضبوط چٹان پر آ گئے۔ پھر جب
انسان اپنے حقیقی محسن کو پہچان لیتا ہے تو ہلاکت سے بچتے
مین اوس کا فضل واحسان سمجھتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے
کہ منکرین پر عذاب نازل ہے اور ہم محفوظ ہین تو بے اختیار
اس کی زبان پر الحمد للہ جاری ہوتی ہے۔ صحابہ کی اس
حالت کو ہم خوب سمجھتے ہین کیونکہ خود ہم پر یہ انعامات ہوئے
پس اسے کھینچ تان کر اپنے طریق کی توجہ مراقبہ پر لے جانا
سخت بے شرمی ہے۔ مضمون نگار کے خیال مین شاید
یہ ہے۔ کہ آدمی جب کبھی بیٹھتے ہین۔ تو گپین ہی ہانکا کرتے
ہین۔ یا کسی کا گلہ ہی کیا کرتے ہین۔ میرے دوست صحابہ
چشتی نہ تھے۔ کہ سرنگی طنبورہ سے راگ سنتے۔ وہ تو
مے حب الٰہی مین سرشار تھے۔ اون کا ذرہ ذرہ رونگٹا رونگٹا
زبان بن کر حمد الٰہی کرتا تھا۔

باقی رہی یہ بات کہ رسول کریم نے کیون پوچھا۔ وہ بھی
ایک معمولی بات ہے بلکہ آپ کا پوچھنا ہی اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ وہ تمہارا مزعومہ حلقہ ذکر نہ تہا۔ کیونکہ جس بات
کی آپ خود تعلیم دیتے تھے اس کی ہیئت نشست کو خوب
جانتے تھے۔ اسے دیکھ کر ہی آپ پہچان سکتے تھے
کہ صحابہ ایک دوسرے کو چھونچین مار کر توجہ دے رہے
ہین۔ پھر تم کہتے ہو ذکر جلی ہوتا۔ تو رسول کریم خود معلوم کر
لیتے۔ اے بندہ خدا۔ رسول خدا۔ خدا کے رسول تھے
عالم الغیب نہ تھے۔ اور نہ صحابہ بے ادب تھے۔ ایک بڑے
آدمی کے آنے پر طرز محفل بدل جاتا ہے آپ اتفاقیہ
یکایک آ گئے۔ آدمی دیکھ کر از راہ محبت پوچھا۔ کیا ہو رہا ہے
اونہون نے کہا کہ خدا کے حمد وشکر کی باتین ہو رہی ہین۔
فرمایا۔ یباھی بکم الملائکۃ۔ اس سے آگے ذرا ناظرین
اپنی قوت نظریہ کو تیز کر لین۔ نقشبندی ذہانت کے جوہر دکھاتے
ہین۔ آپ تصور شیخ کو اس آیت سے ثابت کرتے ہین۔
یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ۔ بندۂ خدا ذرا ہوش کرو
صلوا علیہ کے یہ معنے کہان ہین۔ کہ اپنے پیر کا تصور باندہو
جس کی محبت غالب ہو۔ اوس کا تصور ہر وقت لازم حال
ہوگا۔ مگر کیسا تصور اس کی تشریح بھی خود تم نے وہ مانی ہے
جو ہمارے مطابق ہے۔ یعنے تصویر کا دیکھنا مفید نہین
پس صلوا علیہ کے یہ معنے نہین کہ نبی کریم یا اپنے شیخ کی
تصویر کو ذہن مین حاضر رکھو۔ بلکہ اس سے مراد تو یہ ہے
کہ خدا کی رحمت کاملہ کا نزول ہو اس سید الرسل پر ہو۔ درود
صرف زبان سے مفید نہین بلکہ اس کے ساتھ دل مین ایک
جوش ہونا چاہیئے۔ کہ واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

ہنر ہے اور اون سے درجات مین ترقی ہو۔ اگر ایک شخص کی زبان پر اللھم صل ہے مگر اوس کے اعمال ایسے ہین جن سے نبی کریم کے جادہ حق کی ہتک ہوتی ہے۔ تو یہ درود نہین۔ بلکہ درود تو اس کا نام ہے کہ وسلموا تسلیما یعنے اپنے تیئن فرمان برداری مین فنا کر دے۔ اور اپنا مال و جان اس علی سرکار کو سونپ دے۔ یہ نہین کہ اس کی شریعت کے خلاف طریقے نکالکر زبان سے نہین تو عمل سے نبوت کا ادعا کرے۔ اعاذنا اللہ منھا۔

آگے تم لکھتے ہو۔ اللہ کلام مفید ہے تکرار آتا تو مانا کہ ندا یہان محذوف ہے۔ اور پھر مقصود بالندا پچیس بار کے بعد ظاہر کیا جاتا ہے۔ حضور! یہ تو فرمائیے۔ کہ یہ پچیس کی قید جناب نے کہان سے لگائی۔ کیا یہ بھی قرآن مجید مین آئی۔ یا نبی اکرم صلعم نے فرمائی یا کسی صحابی نے بتائی۔ یا سولت لکم انفسکم امراً۔ اور کیا تعداد کا مقرر کرنا قیاس پر ہو سکتا ہے اور یہ دعوئے شریعت جدیدہ نہین؟ قل اللہ ثم ذرہم مین یہ حکم تو نہین۔ کہ اللہ اللہ رٹتے رہو۔ حضرت یہ مرفوع ہے۔ اس کا عامل رافع بھی کوئی چاہیئے۔ اس سے پہلے ہے۔ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ اس کا جواب اللہ اور لاتقوم الساعۃ علےٰ احد حتی یقول اللہ اللہ مین بھی یہ مراد نہین۔ جو تم سمجھے۔

قال کا مقولہ ہمیشہ جملہ ہوتا ہے پس اللہ کے ساتھ کچھ ضرور محذوف ہے۔ مثلاً اللہ موجود۔

مین سچ کہتا ہون کہ تم اس اعتراض کا جواب نہین دے سکے کہ لا الہ الا اللہ ایک دفعہ کہہ کر الا اللہ الا اللہ بار بار کیون کرتے ہو۔ یہ تاکید کے لئے ہے۔ ذرا اپنے قلب کی نیت پر نگاہ کر کے جھینپ جاؤ۔ اور پھر یہ کہنا کہ اخلاق عادات اطوار مین وہ تبدیلی ہوگی۔ جو صحابہ کرام مین تھی۔ (ص۲) منہ کی باتین ہین۔ ایک معمولی اخلاق کا شخص بھی کسی کی ذات پر پھر اس سے گذر کر ایسی عصمت مآب پر جس کا کوئی حال معلوم نہین اور نہ کسی شریف باطن سے جو اس گروہ مین سے ہونے کا دعوے کرے جنھون نے کہا از سگ کمترم یہ گندی مثل نکلتی ہے جو تم نے صفحہ ۲۷ کی آخری سطر پر لکھی ہے اور جسے وُہ اکرین یدر کی دفعت کم نہین کرنا چاہتا۔

آپ مسمر اُزرا اور ایسے طریقے کے صوفیون مین یہ مابہ الامتیاز بیان کرتے ہین کہ ان کی قبر دن پر رونق ہوتی ہے۔ حضرت یہ پوجا کسی کی برکت کی نشانی نہین بلکہ تعلیم کے نقص پر دال ہے یون تو ہردوار اور جگنا تھ جی پر بھی بہت سی مخلوقات جاتی ہے۔ پھر جن بزرگون کا ذکر کرتے ہو۔ ان کی بزرگی ہمین مسلم ہے ان کے مرجع خلائق ہونے کا راز اختلاج قلب اور تخیلات نہ تھے۔

تم اعتراض کرتے ہو کہ مسیح موعود کے مرید ایک کامل صاحب ارشاد نقشبندی کے مریدون کے برابر نہین اگر یہ کسی سلسلہ کے کذب کا نشان ہو سکتا ہے تو سب سے پہلے اس اعتراض کا ہدف وہ ہوتا ہے جس کی نسبت قرآن مجید مین آیا۔ ما اٰمن معہ الا قلیل۔ نوح کی کشتی مین ۹۵۰ برس کے بعد کتنے آدمی تھے۔ ما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین کے کیا معنے ہوئے امید ہے یہ پڑھ کر تھوڑی شرم آگئی ہوگی۔

تم اس فقرے کے معنے نہین سمجھے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے باندھے ہوئے قانون سے باہر نکلنا موجب عار جانتے ہین اس کا مطلب ہے کہ دل مین تو چندان وقعت نہین مگر بظاہر شرما شرمی لوگون کے طعنون سے ڈر کر نماز بھی پڑھ لیتے ہین ورنہ اصل راز سلوک تو وہی ہو ہو کرنا سمجھتے ہین۔ اسی لئے یہ فقرہ اس سے آگے لکھا گیا۔ اعمال مسنونہ کو وصل بالبعد یا لقاء اللہ کا موصل ہرگز نہین جانتے اور یہ صحیح ہے کیونکہ اگر نماز کو معراج تک کے کمالات کے حصول کا ذریعہ سمجھین تو یہ نئی نئی پچیسی عبادتین کیون نکالین۔ قرآن تدبر سے نہین پڑھتے اس کا ثبوت ان کے پڑھنے سے ملتا ہے اس سے آگے اب ہم پر اعتراضون کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہ تم ایسے تم ایسے۔ چونکہ یہ بحث اس وقت غیر مقصود ہونے کے لحاظ سے غیر متعلق ہے اس لئے ہم اس بارے مین زیادہ نہین لکھنا چاہتے صرف مختصراً عرض کرتے ہین۔

(۱) قرآن مین فوت و موت کا فرق تم نے نہین سمجھا۔ موت کے تو چودہ معنے ہین مگر توفی رب اللہ فاعل انسان مفعول ہو تو یقیناً قبض روح کے معنون مین آتا ہے۔ بل رفعہ اللہ الیہ ایک وعدہ کا ایفا ہے۔ جو انی متوفیک ورافعک مین مذکور ہے۔ توفی کے بعد رفع کا ذکر قرینہ ہے اس بات کا کہ یہان رفع سے وہ رفع روحانی مراد ہے۔ جو موت کے بعد اولیاء اللہ کا ہوا کرتا ہے۔ پھر اذ قتلتم نفساً فادارءتم فیہا مین اس واقعہ صلیب کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم نے ایک عظیم الشان نفس (مسیح) کو قتل کرنا چاہا اور اپنی طرف سے مار ہی ڈالا۔ مگر پھر خود ہی اختلاف کیا لیکن اگر ان واقعات کو ایک دوسرے کے مقابل کیا جائے۔ تو خود ہی یہ امر کھل جاتا ہے۔ کہ اللہ نے اس غشی خوردہ کو زندہ کر لیا۔ یہ ایک افترا ہے کہ ہمارے امام کا یہ مذہب تھا۔ کہ عیسیٰ کا باپ یوسف نجار تھا آپ نے چشمہ معرفت مین جو آخری کتاب ہے۔ آریہ کے رد مین صراحت سے لکھا ہے کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ مین معراج سماوی کا ثبوت کہان ہے۔ وہان تو انتہا کا ہی ذکر ہے یعنے الی المسجد الاقصیٰ۔ پھر تم اس آیت کے معنے ہی نہین سمجھتے۔ تمہارے نزدیک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے۔ مگر اسے تو طیطس رومی نے سنہ ۷۰ء مین جلا کر خاک کر ڈالا تھا۔ اور وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہان موجود تھی۔ جہان تک جناب رسالتمآب نے سیر کیا۔ اگر اس واقعہ کو کشف بحالت بیداری مانا جائے تو پھر کوئی اعتراض نہین رہتا۔ کیونکہ اللہ تعالے نے یہ سب مقامات دکھا کر یہ بتایا۔ ایک وقت سب کچھ تیری تحت مین آتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن اگر تم ایسے کشف کو نہین مانتے تو مین ظاہری معنے مراد لیتا ہون سنو! وہ مسجد اقصےٰ جو تم مراد لیتے ہو وہ تو اوس وقت موجود ہی نہ تھی اور نہ اصطلاحی معنون کے لحاظ سے وہ مسجد تھی۔ مسجد دور کی مسجد جو بیت الحرام سے دوسرے موقعہ پر تھی وہ تو مدینہ نبوی کی مسجد ہے اور سب لوگ جانتے ہین کہ آپ راتون رات المسجد الحرام سے نکلے اور پھر اس مسجد اقصیٰ تک پہونچے۔ جس کے لئے حدیث مین بھی آیا ہے کم بینہما۔ اربعین سنۃ۔ کسی مسلمان کو بت پرست ہونے کا الزام دیا گیا۔ تو یہ غلط نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ تعجب کہ تم دلون مین پیر کا بت محفوظ رکھنے سے مومن کے مومن رہتے ہو۔ مگر کسی احمدی کے پاس مسیح کی تصویر ہے تو وہ بت پرست ہو گیا۔ اے افترا کرنے والے خدا سے ڈر۔ دیکھو تم خود مان گئے۔ جن مین پورے اخلاق محمدی ہون۔ محبوبیت الٰہی کے درجہ پر پہونچ چکے ہون۔ وہ بلاریب مظہر محمد بوجہ اتم کہلانے کے لائق ہوتے ہین۔ پس ہمارے امام کے محمدؐ و احمدؐ کہلانے

پر کیوں معترض ہو حالانکہ خود احمدی شان نے اس بات کو ثابت کر دیا۔ جو کسی نقشبندی میں نہیں پائی گئی یعنے نزول وحی۔ مقابلہ اعداء اللہ۔ پیشگوئیاں۔

باقی فنافی اللہ اور وجودیوں وغیرہ کا ذکر چھوڑ دیا گیا۔ اس کا اصل آپ بھی مانتے ہیں۔ اگر آپ ان کے لئے تاویلیں کرتے ہیں تو ہمارے اقوال میں بھی کیجئے۔ لیکن آپ نے تو جہاں انت منی بمنزلۃ توحیدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی لکھا وہاں اس کی تشریح بھی فرمادی ہے۔ مسمریزم اور یوگی آجکل کے نام نہاد صوفیوں سے زیادہ عجوبے دکھا سکتے ہیں۔ اس سے آگے آپ حضرت مسیح پر کسی جرمانے وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ شاید اپنے امام شیخ احمد سرہندی کا جیل میں جانا بھول گئے باقی رہا حکم دینے والوں کو تکالیف کا پہنچنا سو یہ سب کچھ ہو چکا۔ مگر جو باوجود کئی معجزات دیکھنے کے پھر بھی لولا انزل علیہ آیۃ ہی پکارے جاویں ان کا کیا علاج کیا جائے۔ وکیل وغیرہ کرنا قابل اعتراض ٹھہراتے ہو۔ اور نہیں خیال کرتے۔ کہ انبیاء باوجود نزول وحی پھر بھی اسباب سے کام لیتے ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے سیہزم الجمع ویولون الدبر کا اعلان کر دیا تھا۔ مگر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہیں رہے بلکہ جنگ کئے۔ دو دو زرہیں پہنیں۔ جاسوسوں کے ذریعے خبریں منگوائیں۔ وہ اعتراض کرو۔ جو کسی دوسرے نبی پر نہ ہو۔

میں تازیانہ نقشبندیہ کے متعلق بھی کچھ لکھنا چاہتا ہوں جو میرے ایک مضمون کے جواب میں ہے۔ جو الحکم میں چھپا تھا۔ اس کے دو حصے ہیں ایک میں تو ذکر اللہ کی نسبت لکھا ہے اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں جس کا جواب میں اس یا اس سے پہلے مضامین میں نہ دے چکا ہوں۔ مشکل یہ ہے کہ جواب دینے والا ایسی حدیثیں یا آیات پیش کرتا ہے جنمیں ذکر اللہ مجمل آیا ہے جہاں تفصیل دی ہے وہاں بھی فرمایا۔ بالتسبیح والتکبیر والتہلیل والتحمید۔ پس میں یہ پوچھتا ہوں کہ تمہارے تصوف کے تمام طریقوں کا ذکر کیوں صحاح ستہ میں نہیں۔ جبکہ تمہارے اعتقاد کے موافق وصول الی اللہ کے لئے یہ بھی ضرور ہے دین مخفی نہیں رہنا چاہیئے صحابہ نے استنجا وغیرہ کرنے کے قواعد تو بتا دئے مگر نہ ظاہر کیا تو ذکر کا طریقہ۔ وہ سینہ بسینہ چلا آیا۔ کیونکہ ائمہ حدیث سب نا اہل تھے۔ ان سے یہ راز مخفی رکھا گیا۔

دوئم وہ حصہ ہے جس میں میں نے ان اعتراضات کا جواب جو سید الاولیاء۔ بروز الانبیاء پر کئے جاتے ہیں خود نقشبندیوں کے پیران طریقت کے کلام سے دیا ہے۔ وہ باتیں یہ تھیں۔ (۱) ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتا ہے (۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی بشارت کا سلسلہ جاری رہے گا (۳) کمالات نبوت متبعین سلسلہ محمدیہ میں بھی آتے ہیں (۴) غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت بلکہ بعض باتوں میں اولوالعزم انبیاء میں جا ملنا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کے دعوے اور ان کے بعض خطاب مثل قیوم وغیرہ۔ (۵) غیر نبی پر صلوۃ (۶) خضر و الیاس و مسیح کا وفات یافتہ ہونا (۷) طلب معجزہ طریق اہل حق نہیں (۸) کرامت و خوارق شرط ولایت نہیں۔ (۹) احیاء موتی سے روحانی احیاء مراد ہے (۱۰) قرآن شریف کی آیتوں کا الہام ہونا (۱۱) جناب رسول اللہ کو ماننے کے علاوہ بعض اولیاء کا انکار بھی مردود جناب الٰہی کر دیتا ہے (۱۲) یا شیخ عبد القادر پڑھنا جائز نہیں (۱۳) کوئی ریاضت و مجاہدہ خلاف سنت نبوی جائز نہیں (۱۴) بے میم کیفیات و اذکار نماز ہے (۱۵) مخالف طریقہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ (۱۶) مجدد آخر سب مجددوں سے افضل ہے (۱۷) کرشن وغیرہ ہند میں نبی تھے۔ (۱۸) مسیح موعود کی تمام پیشگوئیاں اسلام کی حقیقت ثابت کرنے کے لئے ہیں۔

ان باتوں کے ثبوت کے لئے میں نے صریحاً شیخ احمد سرہندی و دیگر پیران طریقت نقشبندیہ کا کلام نقل کیا کہ جسمیں تاویل کی گنجائش نہیں۔ میرے مخالف نے ان سب جوابوں کو تسلیم کر لیا ہے۔ وہ صرف یہ کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب میں یہ کمالات نہیں ہیں اور بات کچھ نہیں۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

میرا مطلب صرف اتمام حجت تھا اور یہ کہنا۔ کہ شیخ احمد سرہندی وغیرہ جب ان باتوں کے مدعی ہیں۔ تو تم لوگ انہیں کافر نہیں کہتے۔ تو کیا وجہ ہے کہ حضرت سید المعصومین خاتم الخلفاء کو ان اقوال و عقائد کی وجہ سے کافر کہتے ہو پھر بعض باتوں میں بدظنی سے کام لیا ہے مثلاً جہاں میں نے حوالہ دیا ہے کہ حقیقت محمدی میں ایک مقام آتا ہے۔ جب کہ تابع عین متبوع ہو جاتا ہے تو اس کے جواب میں لکھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب تابع محمد ہونے کے مدعی نہیں۔ یہ اس کا افترا ہے وہ تو بار بار اقرار کرتے ہیں کہ مجھ میں جو کچھ ہے وہ کمالات محمدیہ کا عکس ہے اور میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا طفیلی ہوں ذاتی طور سے مجھے کسی خوبی کا دعوے نہیں۔

پس اس پر مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی نقشبندیوں کے لئے یہ میری آخری تحریر ہے اب میں اتمام حجت کر چکا۔ جب تک کوئی نئی بات نہ ہو گی جواب نہ دونگا۔

تحدیث بالنعمت

جب میرے شیخ کی کشش نے کشش کی۔ تو فوراً ہی میں نے اپنے کاروبار کو حوالہ بخدا کر کے رنگون سے کوچ کیا۔ اگرچہ میری طبیعت علیل تھی اور کچھ تلاطم بھی سمندر تھا۔ مگر مجھے شوق زیارت نے کچھ بھی محسوس نہ ہونے دیا۔ چوتھے روز کنارہ نظر آیا اور بے تابانہ طور سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کلکتہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آخر خدا خدا کر کے ہم گھاٹ پر پہونچ گئے ہر ایک امنگوں اور خواہشوں سے بھرا ہوا دل لے کر جلد اترنے میں بازی لے جانی چاہتا تھا اور ہر ایک کی آرزوئیں جداگانہ تھیں۔ مگر میری تمنا در جا اپنے شیخ کے درشن کی تھی۔

کلکتہ اعلیٰ تعلیم اور سلطنت انگریزی کا مرکز ہونے کے سبب ہر گذرنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور ایسا نظارہ دکھاتا ہے کہ دل اس کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور شاید انہیں باتوں کے سبب بنگال کا جادو مشہور ہو گیا ہو گا۔ مگر باین ہمہ ایک شے نے زیادہ مجبور نہ ٹھہرنے دیا کیونکہ مجھے اپنے پیا کا نام زبان پر اس کی یاد دل میں اور اس کے عہد کا تصور دماغ میں تھا۔ راستہ میں اسلامی شاہنشاہوں کی قابل فخر آثار نظر آتے تھے اور خاص کر جب میں الہ آباد پہونچا اور اس کا نام سنا اور اس کے اندر توحید گنجی پائی گئی اور اس کے بانی حضرت جلال الدین اکبر علیہ الرحمۃ پر ہزار ہزار رحمتیں ہوں دل سے دعا نکلی۔

غازی آباد سے ہوتے ہوئے جب میں دہلی پہنچا جو ہندوستان کا کسی وقت دل تھا۔ اوس کے قلعہ معلیٰ نے خشکی میں برسات کا عالم بنا دیا۔ یعنے میرے آنسو جاری ہو گئے اور بے ساختہ موہنہ سے نکل گیا۔ ؎

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

اور پھر شاہی مسجد کے بلند میناروں نے اسلامی شان و شوکت کا منظر آنکھوں کے سامنے کھڑا کر دیا۔ مگر مین وہان بھی نہ اُترا۔ کیونکہ وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد کا عالم تہا پس سیدہا امرتسر اور پھر بٹالہ اور وہان سے قادیان چلا آیا۔ دل کی ٹھنڈک آنکھون کی نور نور الدین کے نور سے دل کو مسرور کیا۔ ایک عشرہ بعد ہلال رمضان شریف نے اپنا مبارک مکھڑا دکھایا میرے پیر نے حکم دیا۔ کہ ابو سعید ہمین نماز تہجد مین قرآن شریف سنا وے۔ مجھے بڑا تردد ہوا۔ کیونکہ مدت کی علالت و کثرت مشاغل و تغافل کے سبب کئی سالون سے مینے قرآن شریف نہ سنایا تہا۔ اور مین خیال کرتا تہا کہ مجھے قرآن شریف نے بھلا دیا۔ چونکہ میرا اعتقاد تہا۔ اور ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کے احکام کی بجا آوری مین بڑے بڑے فوائد دنیوی و اخروی ہوتے ہین اس لئے تعمیل حکم مین مین نے لبیک کہا۔ چونکہ مینے ایک بزرگ علیہ الرحمۃ کا قصہ سنا ہوا تہا۔ کہ اونہون نے ایک شخص کو کہا کہ تو حافظ ہے اور وہ حافظ ہو گیا۔ مین نے خیال کیا کہ جب میرے پیر کہتے ہین۔ کہ تو قرآن شریف سنا۔ تو مین ضرور سنا سکونگا۔ اس کے بعد مین نے الحمد للہ کہہ کر قرآن شریف شروع کر دیا۔ اور خدا نے اپنا کلام مجھ پر آسان کر دیا۔ وھذا من فضل ربی۔

قرآن شریف سنانے کی حالت مین خدا نے مجھ پر خاص فضل کیا جسکو بطور معجزہ کے پیش کرتا ہون۔ وھو ہذا۔ مین کئی سالون سے فکر کیا کرتا تہا۔ کہ قرآن کریم نے بار بار زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے مگر اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہین کیا۔ قرآن تمام جہان کے لئے ہے اور احکام کلیہ بیان کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ زکوٰۃ کے لئے کوئی وقت مقرر نہین کرتا۔ دنیاوی سلطنتین بھی سالانہ انکم ٹیکس رعایا سے وصول کرتی ہین اور نبی اکرم منبع الخلائق نے بھی زکوٰۃ کا حکم سال مین دیا ہے اور وہ ہمارے لئے حجت ہے۔ مگر آن سرور کائنات نے بھی تو قرآن کی کسی آیت سے استنباط کیا ہو گا۔ اگر اس کا ماخذ قرآن کریم سے مل جاوے۔ تو نہایت خوشی کا مقام ہے۔ جب مین سورہ نور پڑھ رہا تہا۔ اور اس جگہ پہونچا۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۔ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً۔

یعنے جو لوگ دولت جمع کرتے ہین اور خرچ اوس مین سے خدا کی راہ مین نہین کرتے اونکو دردناک عذاب ہوگا اور اوس دن سونا اور چاندی سُرخ کر کے جہنم کی آگ مین ان کے ماتھے اور پیٹھون پر نشان کئے جاوینگے یعنے اوس وقت وہ مال اون کو کچھ نفع نہ دیگا جیسا کہ قومی و ملکی نکھرام عبد الکریم پاشا کو نہ دیا اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچگیا)

پس کہا جائیگا چکھو مزا مال جمع کر کے خرچ نہ کرنے کا تحقیق گنتی مہینون کی خدا کے نزدیک۔ بارہ مہینے ایک سال کے ہوتے ہین۔ اتفاق یعنے زکوٰۃ کے ساتھ سال کے دورے کا ذکر کرنا صریح دلالت کر رہا ہے کہ زکوٰۃ سال مین ایک دفعہ دینی چاہیئے۔ ورنہ کلام بے ربط ہوتا ہے اور خدا کا کلام بے ربطی کے نقائص سے منزہ ہے۔ اس کے سوا ۔۔ ۔۔ اس آیت کے اور معنے نہین ہو سکتے۔ مینے پنجاب ہندوستان بنگال عرب وغیرہ کے علماء سے دریافت کیا مگر کسی نے اس کا شافی جواب نہ دیا۔ اس آیۃ کے حل ہو جانے کے بعد مینے اس کو قرشی نسباً حضرت امیر المومنین قبلہ مولوی نور الدین اللھم اجعلہ کاسمہ آمین بحق طہٰ و یٰسین اور مخدومی حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب مدرس اول عربی قادیان کے روبرو پیش کیا۔ آپنے بہت پسند کیا۔ اور پھر مجھے اس شعر کی تصدیق ہوئی۔

جمیع العلم فی القران لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

اور بے اختیار دنیا کو ذلت کے گڑھے سے نکالکر عزت کے اعلےٰ مقام پر پہونچا کر مسلط کرا دینے والے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و بارک وسلم۔

عاجز ابو سعید عربی (حاجی الحرمین)

نظم

(طبعزاد حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب)

نوجوان سید کے قابل قدر خیالات اور عالیہ اشعار قابل داد ہین

کوئی گیسو مرے دل سے پریشان ہو نہین سکتا
کوئی آئینہ مجھ سے بڑھ کے حیران ہو نہین سکتا
کوئی یاد خدا سے بڑھ کے مہمان ہو نہین سکتا
وہ ہو جس خانۂ دل مین وہ ویران ہو نہین سکتا
الٰہی پھر سبب کیا ہے کہ درمان ہو نہین سکتا
ہمارا درد دل جب تجھ سے پنہان ہو نہین سکتا
کوئی مجھ سا گنہ ہون پر پشیمان ہو نہین سکتا
کوئی یون غفلتون پر اپنی گریان ہو نہین سکتا
چھپا ہے ابر کے پیچھے نظر آتا نہین مجھ کو
مین اوس کے چاند سے چہرہ پہ قربان ہو نہین سکتا
خدارا خواب مین ہی آکر اپنی شکل دکھلا دے
بس اب تو صبر مجھ سے اے مری جان ہو نہین سکتا
وہان ہم جا نہین سکتے یہان وہ آ نہین سکتے
ہمارے درد کا کوئی بھی درمان ہو نہین سکتا
چھپین وہ لاکھ پردون مین ہم اون کو دیکھ لیتے ہین
خیال روئے جانان ہم سے پنہان ہو نہین سکتا
زر خالص سے بڑھ کر صاف ہونا چاہیئے دل کا
ذرا بھی کھوٹ ہو جسمین مسلمان ہو نہین سکتا
ہوا آخر نکل جاتی ہے آزار محبت کی
چھپاؤ لاکھ تم اوس کو وہ پنہان ہو نہین سکتا
نظر آتے تھے اپنے حال پر وہ بھی پریشان سے
ہمارا خواب یہ خواب پریشان ہو نہین سکتا
خدایا مدتین گذرین تڑپتے تیری فرقت مین
ترے ملنے کا کیا کوئی بھی سامان ہو نہین سکتا
بھلاؤن یاد سے کیونکر کلام پاک دلبر کو
جدا مجھ سے تو اک دم کو بھی قرآن ہو نہین سکتا
مکان دل مین لاکر مین غم دلبر کو رکھونگا
مبارک اس سے بڑھ کر کوئی مہمان ہو نہین سکتا
وہ مین فردوس مین شادان گرفتار بلا ہون مین
وہ غمگین ہو نہین سکتے مین خندان ہو نہین سکتا
معافی دے نہ جب تک وہ مرے سارے گناہونکی
جدا ہاتھون سے میرے اس کا دامان ہو نہین سکتا
ہر اک دم اپنی قدرت کے انہین جلوہ دکھاتا ہے
جو اوس کے ہو رہین پھر اون سے پنہان ہو نہین سکتا
ہزارون حسرتون کا روز دل مین خون ہوتا ہے
کبھی ویران یہ گنج شہیدان ہو نہین سکتا
مثال کوہ آتش بار کرتا ہون فغان ہر دم
کسی کا مجھ سے بڑھکر سینہ بریان ہو نہین سکتا
ہون اتنا منفعل اس سے کہ بولا تک نہین جاتا
مین اس سے مغفرت کا بھی تو خواہان ہو نہین سکتا

قرآن شریف کا ایک نیا ترجمہ

قرآن شریف کا جو ترجمہ مولوی فتح محمد صاحب نے حال میں کیا ہے اس پر قاضی اکمل آف گولیکی نے ایک ریویو لکھا ہے قاضی صاحب موصوف نے عالمانہ نظر سے اس ترجمہ کے الفاظ اور محاورہ پر نگاہ کی ہے جو کہ صاحب مترجم اور آئندہ ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھنے والوں کیواسطے ایک مفید مشورہ کا کام دے سکتا ہے اس واسطے میں اسکو درج اخبار کرتا ہوں۔ میں نے خود یہ ترجمہ نہیں پڑھا لیکن میں قاضی صاحب کی اس رجحان طبیعت کے ساتھ متفق نہیں کہ ہماری جماعت کے آدمی اسے بالکل نہ خریدیں اس میں شک نہیں کہ ہمارے لئے قابل قدر ترجمہ تو وہی ہوگا جو اپنی جماعت کے کسی متقی عالم کی قلم سے نکلے لیکن جب تک ہمیں ایسا ترجمہ نہیں ملتا۔ اس بات کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم دوسروں کی محنت اور خدمت کو بالکل ناقابل قدر خیال فرماویں۔ ترجموں کے متعلق میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ سب سے عمدہ ترجمہ وہ ہے جو لفظی ہو ہر لفظ کے معنے ہمکو معلوم ہو جاویں اس پر انسان خود تدبر کرے تو خدا تعالیٰ راہ نمائی کر دیتا ہے بامحاورہ ترجمہ اصل میں ایک قسم کی مختصر تفسیر ہوتی ہے اسی واسطے تمام موجودہ تراجم میں سے حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ کو پسند فرمایا ہے کیونکہ وہ ایک متقی صالح آدمی کا لکھا ہوا لفظی ترجمہ ہے لیکن قرآن شریف کی خدمت ایک ایسی پیاری شے ہے کہ کوئی کسی رنگ میں کرے اس کا دل بڑھانا ہماری خوشی میں داخل ہے اور اس کا جماعت کو خیال رکھنا چاہئیے ہاں ایسی بیجا نکتہ چینی مترجم کو زیادہ ہوشیار اور متوجہ کرنے کیواسطے مفید ہے۔ ایڈیٹر۔

فتح الحمید

کچھ عرصہ سے ایک ترجمہ کا ذکر اخباروں میں ہو رہا ہے جس کا نام "فتح الحمید" ہے۔ میں بھی اس کے دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اتفاقاً مجھے مل گیا۔ میں اس کے جستہ جستہ مقامات کو دیکھ گیا۔ پڑھ کر میں انگشت بدندان ہوا۔ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

جب ہم کسی ترجمہ کو دیکھتے ہیں۔ تو یہ نہیں کہ متن سے الگ کرکے اس کی عبارت کی سلاست کو دیکھتے جائیں بلکہ دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ جس مفہوم کے ادا کرنے کے لئے وہ الفاظ عربی اختیار کئے گئے تھے۔ آیا اسی مفہوم کو عربی اردو کے الفاظ ادا کر رہے ہیں یا نہیں؟ یہ بات تو عام ترجموں کے لئے بھی قابل لحاظ ہے۔ چہ جائیکہ قرآن مجید ہو جس کا لفظ لفظ بلکہ حرف حرف کسی نہ کسی حکمت پر مبنی ہے۔

دوم۔ قرآن مجید کے ترجمہ میں ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایک آیت کا ترجمہ دوسری آیات کے خلاف تو نہیں کسی لفظ کے ایسے معنے تو نہیں کئے گئے جن سے عصمت انبیاء پر اعتراض آئے۔ فی الحال انہی دو باتوں کو پیش نظر رکھ کر میں نے ترجمہ کو دیکھا اور دل ہی دل میں خوش تھا کہ اچھا ایک ترجمہ تو شائع ہوا۔ لیکن جب غور کیا تو مجھے افسوس سے آہ بھرنی پڑی۔ کہ ابھی تک قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شائع نہیں ہو سکا۔ میں دوسروں کا کیا شکوہ کروں وہ باوجود اہل نہ ہونے کے کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں اور ہماری جماعت کے برگزیدہ ممبر اہل ہو کر ابھی تک تمہیدوں میں مصروف ہیں۔ شاید یہ جلد بازی ہو۔ جو اس شوق کی وجہ سے ہے جو میرے دل میں ترجمہ قرآن کے بارے میں ہے۔

سب سے پہلے میں نے الحمد کو دیکھا۔ اللہ کا ترجمہ خدا کر دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ ایک اعلیٰ لفظ کو چھوڑ کر ادنیٰ اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے اور اللہ جس مفہوم کو ظاہر کرتا ہے اوس کو لفظ خدا ہرگز ظاہر نہیں کر سکتا یوم الدین کا ترجمہ انصاف کا دن کرکے پھر اسے روز قیامت سے مخصوص کر دیا ہے ایک عام کو بلا وجہ خاص کر دینا قرآنی بلاغت سے نافہمی یا بے پروائی کی دلیل ہے۔ اھدنا کا ترجمہ چلا کرکے "ہدایت" کے عام لفظ کو خاص کر دیا ہے جو شامل ہے راہ دکھانے۔ راہ پر چلانے منزل مقصود پر پہنچانے کو۔ پھر آپ غیر المغضوب علیہم کا ترجمہ فرماتے ہیں نہ ان کے رستے جن پر غصے ہوتا رہا یہاں اکثر مترجموں نے ٹھوکر کھائی ہے کیونکہ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ وہ ایسے منعم علیہم جو مغضوب علیہم کا غیر ہیں۔ خدا تعالیٰ اس سے آگے فرماتا ہے کہ منعم علیہم (یہود) کس طرح مغضوب علیہم بن گئے یہاں دعا کی گئی ہے کہ ہمیں انعام دیکر پھر ایسا نہ بنائیو کہ پھر مغضوب ہو جائیں لیکن خیر۔ ہم ایسی غلطیوں پر خیال نہ کرتے۔ مگر غضب تو یہ ہے۔ کہ مغضوب علیہم کا ترجمہ فرمایا جن پر غصہ ہوتا رہا۔ قرآنی صیغے کا کچھ لحاظ نہیں غضب اور غصہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ غصہ ایک قبیح صفت ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ میں ثابت کرنا اس تعلق سے حضور میں گستاخی ہے۔ ذلک کا ترجمہ "یہ" کرنا ایک علم سے بعید ہے قرآن کا لفظ ہے انگریزی دِس [illegible] کا ترجمہ نہیں۔ مما رزقنھم کو مال سے خاص کر دیا ہے میں کہتا ہوں کیوں قرآن مجید کی مراد کو خواہ مخواہ بگاڑا جاتا ہے کیا یہ مما رزقنھم مال کے علاوہ اور انعام الٰہی کو شامل نہیں۔ بالآخرۃ ھم یوقنون کا ترجمہ اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں کیا ہے۔ اس "ہم" کا کچھ خیال نہیں کیا ھدی من ربھم کا ترجمہ پروردگار کی ہدایت پر ہیں۔ اول تو پروردگار اس مفہوم کو ظاہر نہیں کرتا جو رب کر سکتا ہے دوم جب لفظ رب سب لوگ جانتے ہیں تو خواہ مخواہ اسے چھوڑ کر ایک ایسا لفظ اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی جو اس کو اصل معنوں سے بھی گرا دے۔ ان الذین کفروا۔ اس آیت کا ترجمہ فرماتے ہیں جو لوگ کافر ہیں انہیں تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ان کے لئے برابر ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ جب یہ حال تھا۔ تو کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کفار کو انذار ایک لغو فعل تھا؟ ہرگز نہیں پس اس کا صحیح مطلب یہ ہے۔ کہ ان کو تیرا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے یعنی وہ تیرے ڈرانے کو نہ ڈرانے کے برابر سمجھ رہے ہیں یہ معنے نہیں کہ اے نبی تم خواہ ڈراؤ خواہ نہ ڈراؤ برابر ہے کیونکہ اگر یہ ارشاد ہوتا تو آپ اس کے بعد سلسلہ تبلیغ بند فرما دیتے یخادعون اللہ کے معنے فرمائے ہیں اللہ کو چکمے دیتے ہیں۔ لاحول ولا۔ کیا اللہ بھی کسی کے چکمے میں آ سکتا ہے۔ جب لغت وسیع ہے اور اس کے معنے چھوڑنے کے بھی ہیں تو وہ کیوں نہ اختیار کئے جائیں۔ خیر میں کوئی اس ترجمہ کی اصلاح کرنے نہیں بیٹھا میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ یہ ترجمہ بھی ان نقصوں سے خالی نہیں جو دوسرے ترجموں میں ہیں ذرا سورہ یوسف دیکھئے۔ فصبر جمیل کا ترجمہ کرتے ہیں تو صبر ہی بہتر ہے ایک عالم آدمی سے یہ ترجمہ نہائت بعید معلوم ہوتا ہے۔ یا تو اس کے معنے ہوں گے۔ صبر جمیل اجمل یعنے ایسا صبر جس میں تسلیم و رضا کے خلاف کوئی بات نہ ہو ہی بہتر ہے۔ دوسرے معنے یہ کہ فامری صبر جمیل یعنے میرا کام صبر جمیل ہے۔ ولقد راودتہ عن نفسہ کا ترجمہ۔ میں اس سے کام براری کی خواہشمند ہوئی۔ عجیب ترجمہ ہے اول تو کام براری۔ دوم عن نفسہ۔ میں عن جو فائدہ دے رہا ہے اس کا مطلق خیال نہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اسے خوب سمجھا ہے کہ بگذرد از حفاظت نفس خود فاستعصم کا ترجمہ بھی بچارا۔ صحیح نہیں کیونکہ یہ باب استفعال ہے اس کا بھی لحاظ چاہئیے۔ مطلب تو یہ ہے کہ جوں جوں میں نے اسے اپنے نفس کی حفاظت سے ڈگمگانے کی کوشش کی وہ پاکدامنی

مین بڑہتا گیا - ولقد همت به وهم بها کا ترجمه فرماتے ہین - اور اس عورتنے اون سے قصد کیا اور انہون نے اس سے - لاحول ولا قوۃ - یہ ایک خدا کے نبی کی ہتک ہے ایک معمولی مومن بہی یہ نہین کر سکتا - حضرت یوسف کی کوشش تو اوس عورت کی کوشش کے خلاف تہی -

هیت لك کا ترجمه صرف آؤ کرنا بھی قرآن کے الفاظ کے نہ سمجھنے کی دلیل ہے - اس کا صحیح مفہوم ان الفاظ مین ادا ہوگا - آپ تم آجاؤ - اور یہ ساری تیاری تیرے لئے ہے - یا یہ کہ لو آؤ کہتی ہون تجھے " یہ اخبار والے جو ریویو کرتے ہین - تو وہ صرف ترجمه کی عبارت پڑہے جاتے ہین - یہ نہین دیکھتے کہ قرآن کے الفاظ کیا ہین جن کا یہ ترجمہ ہے -

عقاید کے لحاظ سے بھی ہمارے لئے یہ ترجمہ کوئی مفید نہین ہوسکتا بلکہ مضر ہے - جعل السقاية فی رحل اخيه کا ترجمه فرماتے ہین - اپنے بہائی کے تہیلے مین گلاس رکھوا دیا - لاحول ولا قوۃ - گویا یوسف علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) فریب کیا - یہ ایک نبی کی شان سے بعید ہے - پھر غضب یہ ہے کہ خواہ مخواہ کسی کے اسباب مین چیز رکھ کر انہین انکم سارقون کہا جائے - بدء باوعيتهم مین تلاشی یوسف سے منسوب کردی ہے حالانکہ ذکر مؤذن کا ہے - اصل مین ان مفسرین کے دلون مین انبیاء کی عظمت نہین رہی ورنہ وہ ایسے معنے نہ کرین جن سے ایک نبی پر گناہ کا الزام آئے مگر یہان کچھ ایسی حالت ہو رہی ہے - کہ بلا تامل ترجمہ کئے جاتے ہین - انی احببت حب الخير عن ذكر ربی کا ترجمه پروردگار کی یاد سے غافل ہو کر مال کی محبت اختیار کی گئی - ایک سخت غلطی ہے - ایک نبی اور مال کی محبت کو خدا پر اختیار کرے - استغفر اللہ - ایسا ہرگز نہین ہوسکتا - فازلهما الشيطن کا ترجمه شیطان نے پہسلا دیا - کرنا بھی غلط ہے - شیطان ہرگز نبی پر غلبہ نہین پا سکتا - اس کا صحیح ترجمہ ہے - پھسلانا چاہا اور یہ اس باب کا خاصہ ہے اگر تسلیم نہ ہو تو حوالہ دینگے -

ترجمہ کے ساتھ کوئی نوٹ نہ دینا بعض لوگ اس بات کو بہت اچھا سمجھتے ہین - مگر مین کہتا ہون - کہ یہ کن لوگون کے فایدے کے لئے ہے اگر مبتدیون کے لئے ہے تو ترجمہ لفظی چاہیئے تہا اور یہان ایسا پیچیدہ ترجمہ ہے کہ ایک مبتدی نہین سمجھ سکتا کس لفظ کا ترجمہ ہے باقی رہا منتہی - وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ فلان لفظ کا ترجمہ ہو گیا ہے اس کو یہ ضرورت نہین کہ وہ مطلب کو سمجھنے کے لئے یا کسی مشکل مسئلہ کے حل کے لئے کسی نہ کسی قدر تفسیر کا محتاج ہو پس جس ترجمہ کے ساتھ کوئی نوٹ نہین وہ کسی کے لئے مفید نہین ہوسکتا - ایک غیر مذہب کے آدمی کے ہاتھ مین بھی ایسا ترجمہ دینا گویا اوسے اعتراض کرنے کا موقعہ دینا ہے - خیر اگر کلام الٰہی کی تفصیل کرنا مناسب نہ سمجھا تو کم از کم اس مین ایزادی تو نہ کرتے - جو مترجم کا اپنا خیال ہے مثلاً دیکھئے وانظر الى حمارك کا ترجمه فرمایا ہے اپنے گدہے کو بھی دیکھو جو مرا پڑا ہے یہ مرا پڑا ہے - حضور نے کہان سے سمجھ لیا اور جب طعام کے ساتھ لم يتسنه ہے تو کیا وجہ ہے کہ گدہے کو بھی زندہ نہ سمجھا جائے - بلکہ یہی تو دلیل ہے اس نظارہ و واقعہ کے کشفی ہونے کی - العظام تو اس کے اپنے بھی ہوسکتے مین کشفی نظارہ مین بھی دکھائی دے سکتے ہین اس سے آگے عرش کا ترجمہ ٹکڑے ٹکڑے کرنا کئے ہین حالانکہ اس کے معنے ہلا لینے کے ایسے تہے - جو سب تسلیم کرتے ہین -

ان باتون پر نظر کرکے مین اپنی جماعت کے بھائیون کو ہرگز یہ مشورہ نہین دے سکتا کہ وہ اس ترجمہ کو کوئی نیا مفید ترجمہ سمجھ کر خریدین وہ ہمارے سلسلے کے لئے مطلق فائدہ رسان نہین - اور یون بہی اوس کے ترجمہ مین مجھے کوئی خاص خوبی نظر نہین آتی جو کچھ مینے لکھا ہے محض نیک نیتی سے لکھا ہے مین اتنا بھی نہین جانتا - کہ مولوی فتح محمد خان کون ہین -

---

ست سلاجیت گلگتی

علاقہ گلگت کے دور دراز کے پہاڑون سے ہمارے ایک دوست تازہ سلاجیت یعنی پہاڑی مومیائی سفر کی سخت محنتین اور مشقتین اٹھا کر لائے ہین یہ ایک قدرتی مشہور دوائی ہے جو کہ تمام بدن کی قوت کو بڑہاتی ہے - جریان کو دفع کرتی - سستی اور کمزوری کو دور کرتی ہے بار بار پیشاب آنے کو روکتی ہے - دماغی قوت کو بڑہاتی ہے قیمت ۶ ماشہ ۹ ، ۹ ماشہ ۱۲ - ایک تولہ ۱۵ ، ۲ تولہ عه ۱۳ ، پانچ تولہ للعہ ، محصول بذمہ خریدار - محمد صادق عفی اللہ عنہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام و خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخون کے مطابق تیار ہوا ہے قسم اول ممیرا فی تولہ عه قسم ثانی سے سرمہ قسم اول عه ۲ دوم عمر ۲ قسم کی شگی پشاوری و کلاہ بھی موجود ہے -

المشتہر - احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین مولوی نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین بیسوین تاریخ ماہ رمضان سے مسجد مبارک مین اعتکاف بیٹھ گئے ہین - آپ کے ساتھ کان رسالت کا چمکتا ہوا ہیرا سید محمود بھی معتکف ہے - مولانا کی فیض رسان طبیعت اس خلوت مین بھی جلوت کا رنگ دکھا رہی ہے - قرآن مجید سنانا شروع کیا ہے - صبح سے ظہر کی اذان تک اور پھر بعد از ظہر عصر تک اور عصر سے شام اور پھر عشاء کی نماز کے بعد تک تین پارے ختم کرتے ہین - مشکل مقامات کی تفسیر فرما دیتے ہین سوالون کے جواب بھی دیتے جاتے ہین نہ تھکنے والا دماغ خاص موہبت الٰہی ہے -

مسجد اقصیٰ مین ایک دفعہ قرآن مجید قیام رمضان مین سنایا جا چکا ہے - اب دوسری بار شروع کیا گیا ہے - دو راتون مین دس پارے نوجوان حافظ جمال احمد صاحب نے پڑھے ہین - مسجد مبارک مین بھی غیر معمولی طور پر جو اس دفعہ پہلی رات قرآن سنایا جاتا تہا وہ بیسوین رات کو ختم ہوگیا ہے - ۲۲ اکتوبر حاجی ابو سعید عرب کو امیر المومنین نے حیدر آباد دکن وغیرہ احباب کی خبر خیریت دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے - بسلامت روی و باز آئی -

والعذر عند کرام الناس مقبول

اب کے موسمی بخار کچھ ایسا عالمگیر ہوا ہے کہ جس طرف سے سنو یہی آواز آتی ہے کہ گھر مین ایک دوسرے کو کوئی پانی دینے والا نہین - امرتسر کی حالت خصوصیت سے قابل دید ہے جہان تعداد اموات دو سو روزانہ تک پہنچ چکی ہے چنانچہ اہل حدیث کے الفاظ اس کے متعلق یہ ہین - "امرتسر مین تعداد اموات اکثر زیادہ سے زیادہ بیس پچیس تک ہوا کرتی تہی - لیکن ان دنون موسمی بخار نے ایسی مہلک صورت اختیار کرلی ہے کہ تعداد اموات قریباً دو سو تک پہونچ چکی ہے - جن مین دو ثلث سے زیادہ مسلمان ہوتے ہین اور ابھی کمی کی کوئی صورت نظر نہین آتی - جس کو دیکھو وہی بخار مین مبتلا ہے اور موئے پر سو درے والی مشہور مثل آجکل امرتسر پر خوب صادق آتی ہے" - غالباً یہ وہی امرتسر ہے جس کے مسلمانون نے خدا کے نبی پر طائف کے رہنے والون کی طرح پتھر مارے الحمد للہ کہ دار الامان مین نسبتاً بہت آرام ہے ناظرین کو ایک دو ہفتہ کے اخبار سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ کاتب سخت بیمار ہے اب کے بمشکل اس نے چار کاپیان لکھ کر دی ہین دوسری طرف پریس میں چھاپہ کا رہنے والا بھی بہت بیمار ہوگیا ہے